کتاب نما

سیرت حافظ ابنِ حزم اندلسی : ڈاکٹر عبدالحلیم عویس ، مترجم: محمد رئیس ندوی ۔ ناشر: جامعہ سلفیہ ، بنارس ۔ صفحات: ۴۸۸ ۔ قیمت: درج نہیں ۔

حافظ ابن حزم کا شمار ، مسلم اندلس کے اکابر میں ہوتا ہے ۔ وہ ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ ، مورخ اور عمرانی مفکر بھی تھے ۔ ایک روایت کے مطابق ان کے دادا ، موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اندلس آئے تھے ۔ ان کا تعلق ایک معزز اور خوش حال گھرانے سے تھا ، مگر والد کے انتقال اور قرطبہ سے ہجرت کی وجہ سے ابنِ حزم کو تحصیلِ علم کے لیے سازگار ماحول میسر نہیں آیا ۔ بایں ہمہ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر وہ وزارت کے منصب تک پہنچے لیکن پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر "تختِ علم پر جلوہ افروز ہونے کی کوشش میں لگ گئے" ۔ زیرِ نظر کتاب ابن حزم کی سوانح ، شخصیت اور علمی خدمات پر ماہر اندلسیات ڈاکٹر عبدالحلیم عوؔیس کی عربی تصنیف ابن حزم الاندلسی وجہودہ فی البحث التاریخی و الحضاری کا اردو ترجمہ ہے ۔

ابن حزم (۹۹۴-۱۰۶۴) کی زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس اور تصنیف و تالیف میں گزرا ۔ ان کے ۳۵ جزوی اور کُلّی رسائل و کتب دستیاب ہیں اور معدوم رسائل کی تعداد ۸۹ ہے ۔ وہ علم الانساب کے ماہر تھے ۔ تاریخ سے بھی انھیں خصوصی دلچسپی تھی ، بلکہ ان کے نزدیک علمِ حدیث کے بعد تاریخ ، جملہ علوم پر فوقیت رکھتی ہے ۔ ایک تو یہ سبق آموزی کا ذریعہ ہے ، دوسرے اس کی تعلیمی قدر و افادیت ، دوسرے علوم و فنون سے کہیں زیادہ ہے ۔ مصنف کے نزدیک ابن حزم کی ایک حیثیت مجتہد کی بھی ہے ، جنہوں نے دو صدیوں سے بند دروازۂ اجتہاد کو کھول دیا ۔ بعض امور میں تو ان کی رائے بہت متوازن ہے ، جیسے ان کے نزدیک خلفائے راشدین کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے مگر تقلید کو وہ بدعت اور حرام قرار دیتے تھے اور اس معاملے میں وہ اتنے متشدد تھے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے خلاف ان کی "سخت بیانی اور تلخ کلامی" ، کا ، ڈاکٹر عویس نے بھی اعتراف کیا ہے ۔ (ص ۱۶۷) اسی طرح یہ کہ ان

کے ہاں اہل اندلس کے لیے جانب داری ، طرف داری اور عصبیت پائی جاتی تھی (ص ۱۹۹)۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تقریباً ربع صدی قبل نصرانی سپین نے اس "عظیم قرطبی" کی علمی و فکری حیثیت کے اعتراف میں ایک کانفرنس منعقد کی ۔ "ہفتہ ابن حزم" منایا ، جس کے صدر اس وقت کے صدرِ مملکت جنرل فرانکو تھے ۔ اس موقع پر ابن حزم کا مجسمہ بھی تیار کر کے قرطبہ شہر میں نصب کیا گیا ۔

ڈاکٹر عویس نے ، زمانہ مابعد میں ابن حزم کی فکری و علمی کاوشوں سے متاثر ہونے والوں کی ایک طویل فہرست دی ہے ، جن میں ابن خلدون جیسے نامور مورخ و مفکر بھی شامل ہیں ۔ خود ابن خلدون نے ابن حزم سے تاثر و استفادے کا اعتراف کیا ہے ۔

بلاشبہ مصنف نے ابن حزم سے متعلق ماخذ کی ایک طویل فہرست کھنگال کر لوازمہ جمع و مرتب کرنے میں بڑی محنت و کاوش سے کام لیا ہے اور اس طرح ایک ایسی کتاب تیار کی ہے ، جو ہمارے علمی اور فکری سرمائے ، بلکہ اردو زبان کے سوانحی ذخیرے میں بھی ایک عمدہ اضافہ ہے ۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اسلامی تحریک ، درپیش چیلنج : پروفیسر خورشید احمد ۔ ناشر : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز ، بلاک ۱۹ ، مرکز ایف سیون ، اسلام آباد ۔ صفحات : ۱۰۰ ۔ قیمت : ۴۰ روپے ۔

فکر و نظر کی غلامی ، سیاسی محکومی اور معاشی گداگری کے سبب عالمِ اسلام ایک شدید بحرانی دَور سے گزر رہا ہے ، صورت یہ ہے کہ قلعے کے پھاٹک دشمن نے باہر سے نہیں توڑے ، بلکہ یہ اندر ہی سے کھولے گئے ہیں ۔ مسلمانوں میں نام نہاد ، روشن خیال اور غیر جانبدار بندگانِ مفاد "برائے فروخت" کی تختی لگائے نظر آتے ہیں ۔ اس پر مستزاد قرآن و سنت سے دوری اور فقہی تنگ نظری ۔ مختصر یہ کہ اندرونی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کو مذہبی اور سیاسی سطح پر بھی بیرونی حملے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

زیر تبصرہ کتاب میں اس کشمکش سے دوچار ، عالمِ اسلام کے فکری و عملی اور داخلی و خارجی معاملات پر نظر ڈالی گئی ہے اور اس بحران و کشمکش کو چیلنج سمجھ کر قبول کرنے والی اسلامی تحریکوں کے نقطۂ نظر کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے :

پہلا حصہ ، پروفیسر صاحب کے اس فاضلانہ انگریزی مقالے کا اردو ترجمہ ہے ، جس میں مصنف نے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ اس آشوبِ عصر کی نشان دہی کی ہے ، جو امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے

سیاسی اور تہذیبی حملے کی صورت میں عالم اسلام پر مسلط کیا جا رہا ہے۔

آگے چل کر انھوں نے "بنیاد پرستی" کی الزامی غوغا آرائی کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ "بنیاد پرستی" عیسائی مذہب کا مظہر ہے ' جس کا اسلامی فکر و عمل میں کوئی مقام نہیں" (ص ۱۵)۔ "چنانچہ اس واضح مسیحی اصطلاح کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا نہ صرف غلط ' بلکہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ مسلم احیا اور اس کی رفتار کو "بنیاد پرستی" کہہ دینے سے روکا نہیں جا سکتا..... مغرب کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں ' بلکہ اس بات کا دُور دُور تک کوئی امکان نہیں ہے کہ مسلمان مسلّح ہو کر مغرب پر دھاوا بول دیں۔ مسلمان محض اپنے معاملات درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر مسلم عوام کسی ملک کی بالادستی تسلیم نہیں کرتے (ص ۱۹)۔

کتاب کا دوسرا حصہ "اسلامی احیا ' بنیاد پرستی اور اسلامی تحریک" کے عنوان سے ایک طویل انٹرویو پر مشتمل ہے ' جسے پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے جیسے ایک شفیق استاد ایک گہرے دلی جذبے ' مضبوط استدلال اور علمی وقار کے ساتھ مسائل کی تشریح کر رہا ہے اور اس کے پیش نظر مغالطہ انگیزی کے کانٹوں کو چننا اور حقائق و معارف کی شبنم فشانی کرنا ہے ' بلکہ سیکھنے اور سمجھنے کے لیے اس کے اپنے دل و دماغ کے دریچے بھی کھلے ہیں۔ یہی اسلامی علمی روایت بھی ہے۔

اس دوسرے حصے میں: بنیاد پرستی ' مسلم سوسائٹی کا انحطاط ' ایران اور اسلامی انقلاب ' تحریک پاکستان اور پاکستان کا نظریاتی بحران ' جنگ خلیج [۹۱-۱۹۹۰] ' سود کا چیلنج ' پرائیویٹائزیشن ' علامہ اقبال اور قائداعظم کا تصور پاکستان ' اقبال کا تصورِ اجتہاد ' عورت کی سربراہی ' بھارت میں ہندو انتہا پسندی کا احیا وغیرہ موضوعات پر اسلام اور اسلامی تحریکوں کے حوالے سے دلچسپ اور بھرپور مکالمہ ہے۔ اس میں راست غور و فکر کی قوس قزح اپنے روشن رنگوں کے ساتھ ملتی ہے۔

تیسرے حصے (اسلامی تحریک کی قوت) میں مصنف نے ڈاکٹر ممتاز احمد کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اسلامی تحریکات کی اصل قوت اس کے کارکنوں کی سیرت اور ان کا کردار ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس قوت کے تقاضوں اور ان کے حصول کے ذرائع کی نشان دہی بھی کی ہے۔

ایک یا دو نشستوں میں بہ آسانی پڑھی جانے والی یہ کتاب ' اسلام اور اسلامی تحریکات کے دفاع پر نہایت عمدہ پیش کش ہے ' جسے اسلامی فکر و نظر کے حامل افراد اور مسلم قوم پرستوں کو تو ضرور ہی پڑھنا چاہیے۔ مغرب کے سیاسی و مذہبی نظریہ سازوں اور ان کے مشرقی مریدوں کو بھی اس سے دانش و برہان کے موتی ملیں گے ' بشرطیکہ وہ اپنی روایتی "ملائیت" کے حصار سے باہر نکل کر اسے پڑھیں۔ کتاب کے انگریزی اور عربی ترجمے کی ضرورت ہے۔ (سلیم منصور خالد)

شعورِ حیات : محمد یوسف اصلاحی ۔ ناشر: البدر پبلی کیشنز ' اردو بازار لاہور ۔ صفحات: حصہ اول ۲۰۸ ' حصہ دوم ۲۲۴ ۔ قیمت: حصہ اول ۷۲ روپے ' حصہ دوم ۸۰ روپے ۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی کی تصانیف ان کے گہرے دینی شعور ' جذبہ ایمانی اور موثر داعیانہ اسلوب کی شاہد ہیں ۔ زیر نظر کتاب ان کے تحریر کردہ (ماہنامہ "ذکریٰ" کے) اداریوں کا مجموعہ ہے ' کتاب کے حصہ اول میں ۲۸ اور حصہ دوم میں ۳۳ اداریے شامل ہیں ۔ ان سب اداریوں میں ایک ہی مشترک مقصد کارفرما ہے ' اور وہ ہے افرادِ امت میں اسلامی شعور کی بیداری اور اسلامی زندگی کے محاسن کی تصریح و توضیح ۔ کوئی شک نہیں کہ یہ تحریریں اس مقصد کے حوالے سے نہایت موثر اور نتیجہ خیز ہیں ۔

قرآن و سنت کا اصل خطاب فرد سے ہے اور اسی کی صلاح و فلاح اس کا بنیادی موضوع ہے ۔ ہمہ گیر اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے افراد کی اصلاح و تربیت بہت ضروری ہے اور اس کے لیے دلوں میں رضائے الٰہی اور آخرت کی کامیابی کی اہمیت کا شعور پیدا کرنا لازمی ہے ۔ اسلامی فکر اور جذبہ ایمانی کی بنیاد پر ہی معیاری اسلامی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے ۔ "شعور حیات" میں مختلف اسالیب اور دلائل سے یہی بنیاد استوار کرنے کی سعی کی گئی ہے ۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی کا قلم محض ایک بلند پایہ ادیب ہی کا قلم نہیں ' ایک داعی اور مربی کا قلم بھی ہے ' اس لیے ان کی تحریر میں خلوص اور دردمندی کی وجہ سے گہری تاثیر بھی پائی جاتی ہے ۔ قدرت نے انھیں حکمتِ تبلیغ سے بہرۂ وافر عطا کیا ہے اور وہ سادہ مگر دلچسپ اور موثر انداز سے بات کہنے کی قابلِ رشک صلاحیت سے مالا مال ہیں اور حسبِ موقع جذباتی اپیل ' عقلی استدلال ' آیات و احادیث اور واقعات و اشعار سے مدد لے کر اپنے مدعا کی وضاحت کرتے ہیں ۔

کتاب میں عام طور پر آیات و احادیث کے حوالے دیے گئے ہیں اور اعراب کا اہتمام بھی ہے لیکن متعدد مقامات پر اس کا خیال نہیں رکھا گیا ۔ اسی طرح بعض مقامات پر آیات و احادیث کا متن نہیں دیا گیا صرف اردو ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے ۔ اگر اس کمی کو دور کر لیا جاتا تو قارئین کو یقیناً زیادہ فائدہ پہنچتا ۔ امید ہے کہ اس سلسلے کے آیندہ مجموعوں میں ان امور کو ملحوظ رکھا جائے گا ۔ بہرحال کتاب کے دلچسپ ' مفید اور موثر ہونے میں کوئی کلام نہیں ۔ (ڈاکٹر رحیم بخش شاہین)

حقیقت ذکر اللہ جمیل : خواجہ غفور احمد ۔ ناشر: ۱۸۹ گلشن بلاک ' علامہ اقبال ٹاؤن ' لاہور ۔

صفحات: ۸۴-ہدیہ فی سبیل اللہ-

خالق ارض و سما کا ذکرِ جمیل 'مخلوق کی فطرت میں پیوست ہے- شجر و حجر اور پرند و چرند سبھی رب ذوالجلال کے ذکر کے لیے اپنے آپ کو بے اختیار آمادہ پاتے ہیں- البتہ حضرت انسان اس معاملے میں بسااوقات کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں- یہ کتاب ذکر ربانی کے بھولے سبق کی یاد دہانی کراتی ہے-

خواجہ غفور احمد نے اس قیمتی کتاب میں عشقِ حقیقی سے سرشار ہو کر 'قرآن و حدیث کی بنیاد پر ذکر الٰہی کی اہمیت اور فوائد پر بڑے متوازن انداز میں روشنی ڈالی ہے- اگرچہ اذکارِ مسنونہ کے موضوع پر اردو میں چھوٹے بڑے متعدد مجموعے موجود ہیں اور بظاہر اس سلسلے میں مزید کسی کام کی گنجایش کم ہی دکھائی دیتی ہے مگر مولف نے اپنے تجربات کی روشنی میں عمدگی سے موضوع کا احاطہ کیا ہے- انھوں نے بجا کہا ہے کہ ذکر کے دو بڑے فائدے ہیں' ایک تو بندے کا اپنے خالق سے رابطہ' دوسرے شیطانی وسوسوں سے بچاؤ- آخر میں ان کی یہ تنبیہہ بھی برمحل ہے کہ: "ذکر الٰہی کثرت سے اور اٹھتے 'بیٹھتے' چلتے 'پھرتے' لیٹتے یعنی ہر حال میں کرنا چاہیے 'مگر راہبانہ زندگی گزارنے سے اجتناب ضروری ہے"- مولف نے ذکر کے ساتھ جہادِ زندگانی میں عملی شرکت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے-

تحقیق 'تطبیق اور تخلیق سے آمیخت' اس مجموعے کو آیاتِ ربانی اور احادیثِ پاکیزہ کے نگوں نے دل نشین بنا دیا ہے- (س-م-خ)

دینی صحافت (ماہنامہ) مدیر: سجاول خان رانجھا- ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز 'بلاک ۱۹' مرکز ایف سیون' اسلام آباد- صفحات: ۵۲- قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے بیرون ملک- سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک ۱۵ ڈالر-

پاکستان میں ذرائع ابلاغ کی پس ماندگی کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ مختلف علوم و فنون اور شعبوں سے متعلق شائع ہونے والے مواد و لوازمے (کتابوں' رسالوں اور متفرقات) کا جائزہ لینے والے ادارے بہت ہی کم ہیں' برائے نام- اس کوتاہی کے نتیجے میں اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ کس شعبے میں کیا اور کس سمت میں پیش رفت ہو رہی ہے اور کیا رجحانات و میلانات پنپ رہے ہیں- چنانچہ حقیقی صورتِ حال سے بے خبری یا ادھوری اور ناقص اطلاعات کے نتیجے میں' ہمارے سرکاری یا غیر سرکاری ادارے جو پالیسیاں بناتے ہیں' ان سے خاطر خواہ نتائج بر آمد نہیں ہوتے- اس پس منظر میں زیرِ تبصرہ مجلّہ ماہ بہ ماہ "مذہبی طبقے کے فکری رجحانات کا جائزہ" پیش کر کے 'گویا اس شعبے میں "فرض کفایہ" ادا کر رہا ہے-

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے کئی برس پہلے ' دینی رسالوں کے مضامین کے خلاصوں پر مبنی ' ماہانہ رپورٹ تیار کرنا شروع کی تھی 'جس نے اب باقاعدہ ایک معیاری ماہنامے کی صورت اختیار کر لی ہے - اس میں ہر ماہ 'مختلف مکاتبِ فکر سے متعلق اردو ماہناموں اور ہفت روزوں کے اداریوں اور اہم مضامین کی تلخیص دی جاتی ہے اور آخر میں جملہ رسائل و جرائد کا موضوع وار اشاریہ بھی شامل ہوتا ہے - اس وقت بریلوی ' دیوبندی ' اہل حدیث اور شیعہ مکاتبِ فکر اور متفرق نقطہ ہائے نظر کے حامل کل ۵۷ جرائد ' اس جائزے میں شامل ہوتے ہیں - ابتدا میں زیر جائزہ ماہ کے اہم موضوعات کا ذکر کیا جاتا ہے 'جس سے اس ماہ کے رجحانات کا کچھ اندازہ ہو جاتا ہے -

"دینی صحافت" ایک بے لاگ اور معلومات افزا تجزیاتی رسالہ ہے جو قارئین کو پاکستان کے تمام دینی و مذہبی پرچوں کے حصول اور مطالعے سے بڑی حد تک بے نیاز کرتا ہے - یہ اپنی طرف سے پرچوں کے مندرجات پر بالعموم کوئی تبصرہ نہیں کرتا 'مگر کبھی کبھار مثبت سمت میں چند اشارے کر دیتا ہے ' مثلاً شمارہ نومبر میں ' دینی جماعتوں اور گروہوں کی روش کے حوالے سے مدیر نے لکھا ہے: "اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ' اور مطالبہ ہے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا - خواہش ہے کشمیر کی آزادی کی ' اور عزم ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر ان سے پناہ مانگے اور امریکا ان سے تھر تھر کانپے" - اداریوں اور مضامین کے بعض جملے اور پیرے ' واوین میں دیے جاتے ہیں 'جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعض دینی رسالے ' تہذیب و شرافت کے ایک معیار سے گری ہوئی زبان بھی استعمال کر جاتے ہیں ' مثلاً محمد بن عبدالوہاب کو "گرو گھنٹال" اور شاہ سعود کو "تخریبی ذہن" کا حامل کہنا وغیرہ ' چنانچہ "نقیب ختم نبوت" میں ایسے ہی ایک مضمون کے متعلق مدیر نے بجاطور پر یہ نوٹ درج کیا ہے: "زبان وبیان کے لحاظ سے تیسرے درجے کا طنزیہ اسلوب کسی دینی پرچے کے معیار کے لحاظ سے محل نظر ہے" (دسمبر ' ص ۴۳) - جنوری کے شمارے میں مدیر کے قلم سے سال گذشتہ کی دینی صحافت کا ایک سیر حاصل اور بھرپور تجزیہ شامل ہے 'جس میں مختلف رسائل کے رجحانات اور علمی و طباعتی معیار پر رائے زنی کی گئی ہے اور آخر میں بعض نتائج اخذ کیے گئے ہیں -

کمپیوٹر کی نسبتاً خفی مگر نکھری ہوئی کتابت ' صاف ستھری طباعت ' املا و کتابت کی اکا دکا غلطیاں - "وقت نہیں ملتا" کے شکوہ کناں مصروف سیاست کاروں ' صحافیوں ' اساتذہ اور طلبہ وغیرہ کے لیے اپنے موضوع پر یہ منفرد جریدہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے -

جنوری کے شمارے میں اعلان کیا گیا ہے کہ آیندہ اہم مغربی اور امریکی جرائد کی اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں آرا ' جائزوں اور تجزیوں کا خلاصہ ' اور مسلم دنیا پر اہم مضامین کا تعارف اور

اشاریہ بھی ''دینی صحافت'' میں شامل کیا جائے گا۔ قابلِ ذکر 'بلکہ قابلِ داد بات یہ ہے کہ پورا پرچہ مدیر کی انفرادی محنت و کاوش اور لیاقت کا نتیجہ ہے۔ (ر-ہ)

دیوانِ غالب کامل 'تاریخی ترتیب کے ساتھ: مرتبہ 'کالی داس رضا گپتا۔ ناشر: انجمن ترقی اردو پاکستان 'ڈی ۱۵۹ 'بلاک ۷ گلشن اقبال 'کراچی ... ۵۳ ۷۔ صفحات: ۴۰۰۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

مرزا اسد اللہ خاں غالب کا اردو مجموعہ کلام ''دیوان غالب'' اردو کی چند مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ غالب کی زندگی میں ان کا متذکرہ دیوان ۵ بار شائع ہوا' اور ہر بار اس میں کمی بیشی کی جاتی رہی۔ ۱۸۶۲ کے ایڈیشن میں سب سے زیادہ (۱۸۰۲) اشعار ہیں' اور یہی نسخہ متداول ہے۔ زیر نظر نسخے میں متداول ۱۸۰۲ شعروں سمیت 'کل ۴۲۰۹ شعر جمع کیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ غالب کے اردو کلام کا ایسا کلیات ہے جس میں ان کا آج تک دریافت شدہ پورا اردو شعری کلام تاریخی ترتیب سے درج ہے یعنی سب سے پہلے وہ اشعار لیے گئے ہیں جو سب سے پہلے تخلیق ہوئے' اس کے بعد تخلیقات مابعد۔ اس تاریخی ترتیب سے یہ پتا چلا کہ غالب کا یہ شعر 'تاریخی اعتبار سے بھی' ان کی زندگی کا آخری شعر ہے۔

دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے　　عزیزو' اب اللہ ہی اللہ ہے

کالی داس رضا گپتا اردو کے معروف محقق اور غالب شناس ہیں۔ زیرنظر کلیات کی ترتیب میں انھوں نے درجہ اوّل کے ۱۹ ماخذوں کی مدد سے کلامِ غالب کے گیارہ دَور قائم کر کے ہر دَور میں کہے گئے اشعار کی تعداد بھی متعین کی ہے اور ایک جَدول کی مدد سے دکھایا ہے کہ ہر دَور کے کل اشعار سے کتنے شعر' متداول دیوان کے لیے انتخاب کیے گئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ۱۸۵۷ کے بعد کے ۲۷۰' اشعار سے' متداول دیوان میں صرف ۶ شعر شامل ہیں۔ ابتدا میں ۸۷ صفحات کے سیر حاصل مقدمے میں' مولف نے زیرِنظر کتاب کے متعدد پہلوؤں پر تحقیقی بحث کی ہے۔ اس کے آخر میں ''توقیت غالب'' شامل ہے تاکہ اشعار کے زمانۂ فکر کے ساتھ اگر کوئی صاحب' غالب کی اس عہد کی نجی سرگرمیوں کا بھی موازنہ کرنا چاہیں تو انھیں کوئی دقت نہ ہو۔ آخر میں چند مفید اشاریے بھی شامل ہیں۔

اپنے موضوع پر یہ ایک قابلِ قدر تحقیقی کاوش ہے' جو مرتب کی غیر معمولی محنت اور علمی لگن کا نمونہ ہے۔ اردو زبان و ادب کے لیے یہ ایک نیک فال ہے کہ یہ کام گپتا صاحب کے ہاتھوں انجام پایا ہے۔ (ر-ہ)